اشاعتِ اول: جُمادی الثانیہ 1440ھ/فروری 2019

گمراہی میں مبتلا طبقات کے بیانات سننے اور ان کے جلسوں میں شریک ہونے
والے مسلمان بھائیوں کے لیے عقائد کے تحفظ پر مبنی ایک مختصر رسالہ

اپنے عقائد کا تحفُّظ کیجیے!!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

اجمالی فہرست

پُر فِتَن دور اور ہماری ذمہ داری
اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ وابستگی کی اہمیت
عقیدہ کی تعریف
عقائد کی اقسام
اہل السنۃ والجماعۃ ہی حق جماعت ہے
دین سیکھنے کے لیے کس کا انتخاب کیا جائے؟
دِین سیکھنے میں نہایت ہی احتیاط کیجیے!
ایک عمومی غلط فہمی کا ازالہ
عوام کا اعتقادی تحفظ اور اہلِ علم کی ذمہ داری
اہلِ علم کا گمراہ طبقات کے جلسوں میں شرکت کرنا
اہلِ علم کے لیے گمراہ طبقات کے جلسوں میں شرکت سے احتیاط کرنے کی وجوہات
امت کے نظریاتی تحفظ کی چند مثالیں
مفسر قرآن حضرت اقدس مولانا منظور احمد نعمانی صاحب دام ظلہم العالی کا فرمان
شیخ و مرشد عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ کا واقعہ
اہلِ بدعت اور گمراہ لوگوں سے متعلق حدیث
گمراہ لوگوں سے اجتناب سے متعلق امت کے جلیل القدر ائمہ کے فرمودات

پُر فِتَن دور اور ہماری ذمہ داری:

اس فتنوں کے دور میں مسلمانوں کو طرح طرح کے فتنوں کا سامنا ہے، کہیں مسلمانوں کو ایمان جیسی لازوال نعمت سے محروم کرنے کی کوششیں جاری ہیں، کہیں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، کہیں اخلاقی فتنوں میں مبتلا کیا جا رہا ہے، الغرض فتنوں کا ایک سیلاب ہے جو مسلمانوں کو صراطِ مستقیم کے متاعِ گراں مایہ سے محروم کیے جا رہا ہے، ایسے میں ہر مسلمان کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے ایمان، عقائد، اعمال اور اخلاق کی بھرپور حفاظت کرے اور اس بارے میں کسی قسم کی غفلت کا مظاہرہ نہ کرے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ وابستگی کی اہمیت:

ایک مسلمان کے لیے ایمان کے بعد اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ وابستگی نہایت ہی ضروری ہے، اسی میں اس کے ایمان اور عقائد کا تحفظ ہے، جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ سے انحراف گمراہی ہے۔ اس رسالے کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمان اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ وابستگی رکھتے ہوئے اپنے عقائد کا تحفظ کریں اور ہر قسم کی کھلی اور پوشیدہ گمراہی سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں۔

عقیدہ کی تعریف:

عقائد سے مراد دین ومذہب سے متعلق وہ باتیں ہیں جو دل میں جَمالی جائیں اور اعمال کی بنیاد ہوں اور ان پر نجات اور کامیابی کا دار ومدار سمجھا جاتا ہو۔ عقیدہ کی جمع عقائد ہے۔

عقائد کی اقسام:

ضروری عقائد کی دو قسمیں ہیں:

1۔ عقائد کی ایک قسم تو وہ ہے جو مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا، جیسے عقیدہ توحید، رسالت، عقیدہ آخرت اور ختمِ نبوت وغیرہ۔

2۔ عقائد کی دوسری قسم وہ ہے جو حق جماعت یعنی اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہونے کے لیے ضروری ہے

کہ اگر کوئی شخص ان کے خلاف عقیدہ رکھے گا تو وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہو کر گمراہ قرار پائے گا۔اس لیے دونوں قسم کے عقائد کو سمجھنا اور ان کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ ہی حق جماعت ہے:

سنن الترمذی کی حدیث ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹے تھے، جبکہ اس امت میں 73 فرقے بنیں گے، ان میں ایک کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ ایک فرقہ کون سا ہو گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ماانا علیہ واصحابی'' یعنی جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہو گا۔

٢٦٤١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ الأَفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي».

اس حدیث کی روشنی میں چند باتیں سمجھنے کی ہیں:

- اس امت میں 73 فرقے بنیں گے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ امت میں موجود تمام فرقے حق پر نہیں ہو سکتے۔
- اس سے ان حضرات کی غلطی بھی معلوم ہو گئی جو یہ سمجھتے ہیں کہ تمام فرقے غلط ہیں اس لیے کسی بھی فرقے کو نہیں ماننا چاہیے بلکہ ہم صرف مسلمان ہیں، یہ بات اس لیے درست نہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے واضح فرمادیا کہ ایک جماعت حق پر ہو گی، تو اسی جماعت کے ساتھ وابستگی ضروری ہے۔

- اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے بعد گمراہی سے بچتے ہوئے حق جماعت کے ساتھ وابستگی نہایت ہی ضروری ہے، یہی اس کی کامیابی اور نجات ہے، جبکہ اس سے غفلت کے نتیجے میں یہ قوی اندیشہ ہے کہ وہ گمراہ فرقوں میں شامل ہوکر اس حدیث کی وعید کا مصداق بن جائے۔
- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس حق جماعت کے علاوہ باطل عقیدے ایجاد کرنا نہایت ہی سنگین جرم ہے بلکہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ حق عقائد ہی کے ساتھ وابستہ رہے۔
- اس حدیث سے فرقہ واریت کی نہایت ہی مذمت ثابت ہوتی ہے کہ مسلمان حق جماعت کا دامن تھامے رکھیں اور نئے فرقے ایجاد کرنے سے بچیں۔
- یہ تمام فرقے اسلام میں داخل ہوں گے البتہ اپنے گمراہ کن عقائد کی وجہ سے گمراہ ہوں گے، جس کی سزا انھیں ملے گی اور پھر بالآخر ایمان کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ البتہ جو کفر یا شرک میں مبتلا ہوجائے تب تو کفر کا حکم لاگو ہوگا۔
- اس حدیث میں اس حق جماعت کی علامت بھی بیان فرمادی کہ جو ’’میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہو۔‘‘ اسی سے اس حق جماعت کا نام بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کا نام ’’اہل السنۃ والجماعۃ‘‘ ہے، اس نام میں سنت سے مراد حضور ﷺ کی سنت ہے جبکہ جماعت سے مراد حضرات صحابہ کی جماعت ہے، گویا کہ یہ نام اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔
- یہ نام حضرت ابن عباس سے بھی ثابت ہے، سورتِ آل عمران آیت نمبر 106 کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے روشن ہوں گے اور بدعتی اور گمراہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے، ملاحظہ فرمائیں:
    - تفسير ابن أبي حاتم:

٣٩٥٠: عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله: «يوم تبيض وجوه وتسود وجوه» قال: تبيض وجوه أهل السنة والجماعة...

٣٩٥١: وبه عن ابن عباس رضي الله عنهما: «وتسود وجوه» قال: تسود أهل

البدع والضلالة.

○ تفسير ابن كثير:

وقوله تعالى: «يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ» يعني: يوم القيامة، حين تبيض وجوه أهل السنة والجماعة، وتسودّ وجوه أهل البِدْعَة والفرقة، قاله ابن عباس رضي الله عنهما.

اس تفصیل سے ہر مسلمان کے لیے اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ مضبوط وابستگی کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

دین سیکھنے کے لیے کس کا انتخاب کیا جائے؟

دین سیکھنا انتہائی نازک معاملہ ہے، اس میں جس قدر بھی احتیاط کی جائے کم ہے، اس لیے دین سیکھنے کے لیے کسی ایسے ماہر مفتی صاحب کا انتخاب کرنا چاہیے جن کے علم و عمل اور خوفِ خدا پر اعتماد واطمینان ہو، جن کو دینی علوم میں مطلوبہ مہارت حاصل ہو، جن کو تفقہ فی الدین کی دولت حاصل ہو، جن کا تعلق اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ ہو۔ اس لیے یہ یاد رکھیے:

دِین سیکھنے میں نہایت ہی احتیاط کیجیے!

جلیل القدر تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ.

(صحیح مسلم مقدمہ روایت:26)

ترجمہ: یہ علم، دین ہے، اس لیے تحقیق کر لیا کرو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

معلوم ہوا کہ کسی کا بیان سننے، کسی سے مسئلہ پوچھنے اور دینی تعلیمات حاصل کرنے سے پہلے اس کے عقائد و نظریات کی درستی اور علم و عمل کی پختگی سے متعلق اطمینان کر لینا چاہیے کیوں کہ بات تبھی معتبر ہو سکتی ہے جب شخصیت معتبر ہوتی ہے۔

اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ دین ہر ایک سے نہیں سیکھنا چاہیے، آجکل لوگ دین سیکھنے میں بالکل ہی احتیاط نہیں کرتے، یہ نہیں دیکھتے کہ جن سے دین سیکھا جا رہا ہے وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یا نہیں، مستند عالم ہے بھی یا نہیں، بلکہ ہر ایک سے پوچھ لیتے ہیں جو کہ سنگین غلطی ہے، بلکہ دین کو اہمیت نہ دینے کی دلیل ہے، یاد رہے کہ اگر لوگ دین سیکھنے میں احتیاط سے کام لیں تو صحیح دین ہی پھیلے گا اور غلط باتیں خود بخود ختم ہوتی جائیں گی۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب ہم دنیوی معاملات میں ماہرین ہی سے راہنمائی لیتے ہیں، صحت خراب ہو جائے تو اچھے سے اچھے اور کسی ماہر سے علاج کرانے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ اگر ایسا ڈاکٹر علاقے میں میسر نہ ہو تو اس کے لیے دور دراز کا سفر بھی کرتے ہیں، جب دنیوی امور میں ماہرین کی اہمیت کا یہ عالم ہے تو پھر دین میں ماہرین سے دین سیکھنے کی اہمیت اس سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے۔

(تفصیلات کے لیے دیکھیے: وعظ: جلاء القلوب از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

ایک عمومی غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو اس لیے گمراہ لوگوں کے بیانات سنتے ہیں تاکہ ہم صحیح بات کو لے لیں اور غلط بات کو چھوڑ دیں۔ یاد رہے کہ یہ واضح غلط فہمی ہے کیوں کہ حق وباطل اور صحیح وغلط میں تمیز کرنے کے لیے علم کی ضرورت ہوا کرتی ہے، اور بغیر علم کے یہ صفت پیدا ہی نہیں ہو سکتی، اور علم جب حاصل ہی نہ کیا ہو تو گمراہ لوگوں کے بیانات میں حق وباطل کا فیصلہ کیسے کر پائیں گے؟؟

عوام کا اعتقادی تحفظ اور اہلِ علم کی ذمہ داری:

اہلِ علم کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عوام کے عقیدے کا تحفظ کریں، ان کو صحیح عقائد کا درس دیں، ان کو ہر قسم کی گمراہی سے بچنے کی تلقین کریں، ان کو اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ وابستہ رہنے کی تاکید کریں اور فرقہ واریت کی گمراہی سے بچائیں۔ اور ہر اس قول وعمل سے اجتناب کریں جس کی وجہ سے عوام کے عقیدے میں بگاڑ پیدا ہو، وہ گمراہی کا شکار ہوں یا اہل السنۃ والجماعۃ سے متعلق تذبذب میں مبتلا ہوں۔

اہلِ علم کا گمراہ طبقات کے جلسوں میں شرکت کرنا:

اس سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ اہلِ علم اور مقتدیٰ حضرات کے لیے گمراہ فرقوں کے جلسوں میں شرکت کرنا کسی طرح مناسب نہیں بلکہ یہ متعدد خرابیوں کا سبب ہے۔

نوٹ: امت کے اجتماعی مفاد کی رعایت جیسے مخصوص حالات کا معاملہ اور حکم مختلف ہے جس سے مستند مفتیان کرام اور حضرات اکابر بخوبی واقف ہیں۔

اہلِ علم کے لیے گمراہ طبقات کے جلسوں میں شرکت سے احتیاط کرنے کی وجوہات

- **یہ تعاوُن علی الاِثم کی ایک صورت ہے:**

اہل علم کا گمراہ فرقوں کے جلسوں میں شرکت کرنا غیر شرعی کام میں تعاون کے زمرے میں آتا ہے کیوں کہ گمراہ فرقوں کے جلسوں میں شرکت کرنے سے ان کو تقویت ملتی ہے، جس کی وجہ سے انھیں اپنے گمراہ کن عقائد کے پرچار کرنے میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

عوام کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ ہے:

گمراہ فرقوں کے جلسوں میں شرکت کرنے کی وجہ سے عوام کے عقیدے بگڑنے کا اندیشہ ہے کہ جب عوام دیکھتے ہیں کہ ہمارے اہلِ علم ان کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں تو عوام بھی ان کے بیانات اور دروس وغیرہ میں شریک ہونے میں حرج محسوس نہیں کرتے، جس کے باعث ان کے عقائد کا بگاڑ ظاہر سی بات ہے۔

عوام تذبذب کا شکار ہوتے ہیں:

گمراہ فرقوں کے جلسوں میں شرکت کرنے کی وجہ سے عوام اہل السنۃ والجماعۃ سے متعلق تذبذب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ اہلِ حق اور اہلِ ضلالت کے مابین فرق نہیں کر پاتے۔

اہلِ علم کا اختلاف وجود پاتا ہے :

جب اہلِ علم اس معاملے میں فریق بن جائیں گے کہ بعض تو ان کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور ان کے بیانات سننے سے منع کرتے ہیں، جبکہ دیگر بعض ان کے ساتھ جلسوں میں شریک ہوتے ہیں تو یہ اختلاف عوام کے لیے مزید نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

غلط عقیدے اور گمراہ فرقے کی تائید ہوتی ہے :

گمراہ فرقوں کے جلسوں میں شرکت کرنے سے غلط عقیدے اور گمراہ فرقے کی صورتاً تائید ہوتی ہے جو کہ بذاتِ خود مذموم عمل ہے۔

اہلِ حق کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے :

جو اہلِ حق معتدل انداز میں فرقہ واریت کے خلاف مصروفِ عمل ہیں اور عوام کے عقائد کا تحفظ کر رہے ہیں یہ عمل ان کی راہ میں رکاوٹ بننے کے مترادف ہے۔

یہ بُغض فی اللہ کے خلاف ہے :

گمراہ طبقات کے جلسوں میں شرکت کر کے اہلِ بدعت اور گمراہ لوگوں کی عزت افزائی، حواصلہ افزائی اور تعظیم ہوتی ہے جو کہ بغض فی اللہ کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔

گمراہ لوگوں کی وقعت عوام کے دلوں میں پیدا ہونا:

گمراہ طبقات کے جلسوں میں شرکت کرنے کے نتیجے میں عوام کے دلوں میں گمراہ لوگوں کی وقعت اور اہمیت پیدا ہوتی ہے جو کہ اپنی ذات میں مذموم ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کے لیے شدید نقصان دہ ہے۔

عقائد کے تحفظ کی اہمیت دلوں سے ختم ہونے کا اندیشہ:

گمراہ طبقات کے جلسوں میں شرکت کرنے کے نتیجے میں عوام کے دلوں میں اپنے صحیح عقائد کے تحفظ کی اہمیت کم سے کم ہوتی چلی جائے گی، جس کا نقصان دہ ہونا ظاہر ہے۔

امت کے نظریاتی تحفظ کی چند مثالیں:

نماز کے بعد سجدہ شکر کی کراہت:

احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کو جب کوئی خوشخبری ملتی تو سجدہ شکر ادا فرماتے:

سنن ابن ماجه:

١٣٩٤: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَاهُ أَمْرٌ يَسُرُّهُ أَوْ بُشِّرَ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا؛ شُكْرًا لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

اس لیے خوشی کے موقع پر سجدہ شکر ادا کرنا مستحب قرار دیا گیا ہے، البتہ نماز کے بعد سجدہ شکر ادا ادا کرنے کو حضرات فقہائے کرام نے مکروہ قرار دیا ہے کیوں کہ ناواقف عوام اس کو نماز کا حصہ یا نماز کے بعد ایک سنت یا مستحب عمل سمجھ لیں گے جو کہ دین میں زیادتی شمار ہوگی اور ظاہر ہے کہ بدعت بن جانے کے اندیشہ سے اس کو نماز کے بعد ادا کرنا مکروہ قرار دینا ہی بہتر ہے تا کہ دینی اعتبار سے عوام کا نظریاتی اور عملی تحفظ ہو سکے۔

در مختار میں ہے:

وَسَجْدَةُ الشُّكْرِ: مُسْتَحَبَّةٌ بِهِ يُفْتَى، لَكِنَّهَا تُكْرَهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّ الْجَهَلَةَ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً أَوْ وَاجِبَةً وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي إِلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ.

ردالمحتار میں ہے:

(قَوْلُهُ لَكِنَّهَا تُكْرَهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ) الضَّمِيرُ لِلسَّجْدَةِ مُطْلَقًا. قَالَ فِي «شَرْحِ الْمُنْيَةِ» آخِرَ الْكِتَابِ عَنْ شَرْحِ الْقُدُورِيِّ لِلزَّاهِدِيِّ: أَمَّا بِغَيْرِ سَبَبٍ فَلَيْسَ بِقُرْبَةٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وَمَا يُفْعَلُ عَقِيبَ الصَّلَاةِ فَمَكْرُوهٌ؛ لِأَنَّ الْجُهَّالَ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً أَوْ وَاجِبَةً، وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي إِلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ، انْتَهَى.

وَحَاصِلُهُ: أَنَّ مَا لَيْسَ لَهَا سَبَبٌ لَا تُكْرَهُ مَا لَمْ يُؤَدِّ فِعْلُهَا إِلَى اعْتِقَادِ الْجَهَلَةِ سُنِّيَّتَهَا كَالَّتِي يَفْعَلُهَا بَعْضُ النَّاسِ بَعْدَ الصَّلَاةِ...(قَوْلُهُ: فَمَكْرُوهٌ) الظَّاهِرُ أَنَّهَا تَحْرِيمِيَّةٌ لِأَنَّهُ يُدْخِلُ فِي الدِّينِ مَا لَيْسَ مِنْهُ ط. (باب سجود التلاوة)

دیکھیے ایک مستحب عمل کو بھی عوام کے نظریاتی اور عملی بگاڑ سے تحفظ کی خاطر نماز کے بعد مکروہ قرار دیا گیا۔

نماز میں تعیینِ سورت کی کراہت:

نماز میں بعض سورتوں کو متعین کرنے کو مکروہ قرار دیا گیا ہے کیوں کہ ایک تو اس سے دیگر سورتوں کا ترک لازم آتا ہے اور دوم یہ کہ لوگ کہیں ان کو لازم اور مخصوص نہ سمجھ لیں کہ فلاں نماز میں فلاں سورت کا پڑھنا ضروری ہے، اور مخصوص نمازوں میں جو مخصوص سورتیں پڑھنا احادیث سے ثابت ہے ان کو بھی کبھی کبھی ترک کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے تاکہ لوگ نظریاتی بگاڑ کا شکار نہ ہوں۔

درمختار میں ہے:

(وَيُكْرَهُ التَّعْيِينُ) كَالسَّجْدَةِ وَ«هَلْ أَتَى» [الإنسان: ١] لِفَجْرِ كُلِّ جُمُعَةٍ، بَلْ يُنْدَبُ قِرَاءَتُهُمَا أَحْيَانًا.

ردالمحتار میں ہے:

أَقُولُ: عَلَى أَنَّهُ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ لَمْ يُصَرِّحْ بِالتَّعْمِيمِ الْمَذْكُورِ. وَأَيْضًا فَإِنَّ إِيهَامَ هَجْرِ الْبَاقِي يَزُولُ بِقِرَاءَتِهِ فِي صَلَاةٍ أُخْرَى. وَأَيْضًا ذَكَرَ فِي وِتْرِ الْبَحْرِ عَنِ «النِّهَايَةِ» أَنَّهُ

لَا يَنْبَغِي أَنْ يَقْرَأَ سُورَةً مُتَعَيِّنَةً عَلَى الدَّوَامِ لِئَلَّا يَظُنَّ بَعْضُ النَّاسِ أَنَّهُ وَاجِبٌ اھ فَهَذَا يُؤَيِّدُ مَا فِي الْفَتْحِ أَيْضًا. هَذَا، وَقَيَّدَ الطَّحَاوِيُّ والإسبيجابي الْكَرَاهَةَ بِمَا إذَا رَأَى ذَلِكَ حَتْمًا لَا يَجُوزُ غَيْرُهُ؛ أَمَّا لَوْ قَرَأَهُ لِلتَّيْسِيرِ عَلَيْهِ أَوْ تَبَرُّكًا بِقِرَاءَتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَلَا كَرَاهَةَ، لَكِنْ بِشَرْطِ أَنْ يَقْرَأَ غَيْرَهَا أَحْيَانًا لِئَلَّا يَظُنَّ الْجَاهِلُ أَنَّ غَيْرَهَا لَا يَجُوزُ. وَاعْتَرَضَهُ فِي الْفَتْحِ بِأَنَّهُ لَا تَحْرِيرَ فِيهِ، لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمُدَاوَمَةِ. اھ. وَأَقُولُ: حَاصِلُ مَعْنَى كَلَامِ هَذَيْنِ الشَّيْخَيْنِ بَيَانُ وَجْهِ الْكَرَاهَةِ فِي الْمُدَاوَمَةِ وَهُوَ أَنَّهُ إنْ رَأَى ذَلِكَ حَتْمًا يُكْرَهُ مِنْ حَيْثُ تَغْيِيرُ الْمَشْرُوعِ وَإِلَّا يُكْرَهُ مِنْ حَيْثُ إيهَامُ الْجَاهِلِ، وَبِهَذَا الْحَمْلِ يَتَأَيَّدُ أَيْضًا كَلَامُ الْفَتْحِ السَّابِقِ: وَيَنْدَفِعُ اعْتِرَاضُهُ اللَّاحِقُ، فَتَدَبَّرْ. [فَصْلٌ فِي الْقِرَاءَةِ]

سبع عشرہ کی قرأت اور ناواقف عوام:

ہمارے دیار میں امام عاصم رحمہ اللہ کا طرزِ قرأت رائج ہے، جبکہ سبع عشرہ کے اصولِ قرأت میں بھی تلاوت کرنا جائز ہے، البتہ ناواقف عوام کے سامنے صرف مروجہ قرأت ہی اختیار کرنا بہتر ہے تاکہ عوام غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

ردالمحتار میں ہے:

وَيَجُوزُ بِالرِّوَايَاتِ السَّبْعِ، لَكِنْ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَقْرَأَ بِالْغَرِيبَةِ عِنْدَ الْعَوَامّ صِيَانَةً لِدِينِهِمْ. (قَوْلُهُ: وَيَجُوزُ بِالرِّوَايَاتِ السَّبْعِ) بَلْ يَجُوزُ بِالْعَشْرِ أَيْضًا كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ أَهْلُ الْأُصُولِ ط (قَوْلُهُ: بِالْغَرِيبَةِ) أَيْ بِالرِّوَايَاتِ الْغَرِيبَةِ وَالْإِمَالَاتِ لِأَنَّ بَعْضَ السُّفَهَاءِ يَقُولُونَ مَا لَا يَعْلَمُونَ فَيَقَعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالشَّقَاءِ، وَلَا يَنْبَغِي لِلْأَئِمَّةِ أَنْ يَحْمِلُوا الْعَوَامَّ عَلَى مَا فِيهِ نُقْصَانُ دِينِهِمْ، وَلَا يَقْرَأْ عِنْدَهُ قِرَاءَةَ أَبِي جَعْفَرٍ وَابْنِ عَامِرٍ وَعَلِيِّ بْنِ حَمْزَةَ وَالْكِسَائِيِّ صِيَانَةً لِدِينِهِمْ فَلَعَلَّهُمْ يَسْتَخِفُّونَ أَوْ يَضْحَكُونَ وَإِنْ كَانَ كُلُّ الْقِرَاءَاتِ وَالرِّوَايَاتِ صَحِيحَةً فَصِيحَةً، وَمَشَايِخُنَا اخْتَارُوا قِرَاءَةَ

أَبِي عَمْرٍو وَحَفْصٍ عَنْ عَاصِمٍ اهـ مِن التَّتَارْخَانِيَّة عَنْ فَتَاوَى الْحُجَّةِ.

[فُرُوعٌ: قَرَأَ بِالْفَارِسِيَّةِ أَو التَّوْرَاةِ أَو الْإِنْجِيلِ]

باجماعت نماز کے بعد مصافحہ کا رواج:

جب بعض علاقوں میں باجماعت نماز کے بعد مصافحہ کا رواج ہوا اور لوگ اس کا اہتمام کرنے لگے تو حضرات فقہائے کرام نے اس سے منع فرمایا کیوں کہ اس سے یہ تاثُّر سامنے آتا ہے کہ یہ مصافحہ نماز کے بعد سنت یا مستحب ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

وَقَدْ صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا وَغَيْرُهُمْ بِكَرَاهَةِ الْمُصَافَحَةِ الْمُعْتَادَةِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ مَعَ أَنَّ الْمُصَافَحَةَ سُنَّةٌ، وَمَا ذَاكَ إلَّا لِكَوْنِهَا لَمْ تُؤْثَرْ فِي خُصُوصِ هَذَا الْمَوْضِعِ، فَالْمُوَاظَبَةُ عَلَيْهَا فِيهِ تُوهِمُ الْعَوَّامَ بِأَنَّهَا سُنَّةٌ فِيهِ.

[مطلب فِي دفن الْمَيِّت]

ایسے امور میں احتیاطی پہلو:

اگر غور کیا جائے تو احتیاطی پہلو یہی ہے کہ عوام کے عقائد کے تحفظ کی خاطر گمراہ فرقوں کے جلسوں میں شرکت کرنے سے اجتناب کیا جائے، اس میں بڑی خیر ہے۔

مفسر قرآن حضرت اقدس مولانا منظور احمد نعمانی صاحب دام ظلہم العالی کا فرمان:

مفسر قرآن حضرت اقدس مولانا منظور احمد نعمانی صاحب دام ظلہم العالی فرماتے ہیں:

مولانا عبد الغنی جاجروی میرے استاد تھے لیکن میں کبھی بھی اپنے اساتذہ واکابر میں ان کا ذکر نہیں کرتا کہ کہیں غلط عقیدے کی تائید نہ ہو جائے۔ (مجلہ صفدر گجرات شمارہ نمبر 40، جون 2014)

اس سے ان کے استاد ہونے کی نفی یا ان کی کسی قسم کی بے ادبی ہر گز مقصود نہیں بلکہ اس کا مقصد عوام کے عقیدے کا تحفظ ہے، جو کہ واضح ہے۔

شیخ ومرشد عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ کا واقعہ:

ہمارے شیخ ومرشد عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ کو ایک معروف عالم نے اپنے مدرسہ کی تکمیلِ بخاری کی دعوت دی اور ساتھ میں ظہرانے کی بھی دعوت دی، حضرت والا نے بخوشی قبول فرمالی، اس دوران حضرت والا کو علم ہوا کہ ان مولانا نے اپنے ایک مقالے میں مولانا مودودی صاحب کی تعریف کی ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ ”ایسے عالم کے مدرسے میں ہر گز نہیں جاؤں گا جو صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والوں کی تائید کرتا ہے، میں اس کے ہاں ایک گھونٹ پانی پینے کے لیے بھی تیار نہیں ہوں۔“ چنانچہ جب وہ عالم حضرت والا کو لینے کے لیے آئے تو حضرت نے منع فرمادیا اور وجہ بھی بتلادی تو اصرار کے بعد وہ مولانا مایوس ہو کر چلے گئے۔

(مجلہ صفدر گجرات شمارہ 39، مئی 2014 بحوالہ سہ ماہی فغان اختر اشاعت خاص)

اہلِ بدعت اور گمراہ لوگوں سے متعلق حدیث

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دین میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، فرشتوں کی لعنت ہو اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

سنن ابی داود میں ہے:

٤٥٣٢ - مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

گمراہ لوگوں سے اجتناب سے متعلق امت کے جلیل القدر ائمہ کے فرمودات

- امام ابو اسحاق ہمدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں اس کی مدد کی۔
- ایک بدعتی نے امام ایوب رحمہ اللہ سے کہا کہ مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے، تو وہ وہاں سے روانہ ہوئے اور فرمایا کہ آدھی بات پوچھنے کی بھی اجازت نہیں۔
- گمراہی میں مبتلا دو آدمی امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو ایک حدیث سناتے ہیں، تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں، پھر انھوں نے کہا کہ ہم ایک آیت سنانا چاہتے ہیں، تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں، تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تو میں چلا جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔
- امام یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب راستے میں کسی بدعتی سے تمہارا سامنا ہو تو راستہ بدل دو۔
- امام ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گمراہ لوگوں کے پاس نہ بیٹھا کرو کیوں کہ مجھے خدشہ ہے کہ وہ تمھیں گمراہی میں مبتلا کر دیں گے یا صحیح عقائد تمہاری نگاہوں میں مشکوک کر دیں گے۔
- امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بدعتی کے پاس بیٹھتا ہے تو اس کو تین باتوں میں سے کسی ایک بات کا سامنا ضرور ہوتا ہے: یا تو وہ کسی اور کے لیے فتنہ بنے گا، یا اس کے دل میں کوئی ایسی بات پڑ جائے گی جس سے وہ پھسل کر گمراہ ہو جائے گا اور اللہ اس کو جہنم میں داخل کر دے گا، یا وہ یہ کہے گا کہ مجھے تو ان کی باتوں کی پروا نہیں، مجھے تو اپنے آپ پر اطمینان ہے۔ تو جو شخص ایک لمحے کے لیے بھی اپنے دین کے بارے میں اللہ سے بے خوف ہو جائے تو خدشہ ہے کہ اللہ اس سے دین چھین لے۔
- امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بدعتی کے پاس نہ بیٹھا کرو کیوں کہ یہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا۔

- خویل کہتے ہیں کہ میں امام یونس بن عبید کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آپ ہمیں عمرو بن عبید کے پاس بیٹھنے سے منع کرتے ہیں حالاں کہ آپ کا بیٹا ان کے پاس بیٹھتا ہے، اس دوران ان کا بیٹا بھی آگیا، تو امام یونس نے بیٹے سے کہا کہ تم عمرو بن عبید کے بارے میں میری رائے سے واقف ہو لیکن اس کے باوجود بھی تم ان کے پاس جاتے ہو، تو بیٹے نے کہا کہ میں فلاں کے ساتھ گیا تھا، تو امام یونس نے بیٹے سے فرمایا کہ میں تمہیں زنا، چوری اور شراب نوشی سے منع کرتا ہی رہتا ہوں، لیکن اگر تم ان گناہوں میں مبتلا ہو کر اللہ کے پاس جاؤ تو یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ تم عمرو بن عبید کے مذہب پر ہو کر اللہ کے پاس جاؤ۔

- كتاب القدر لأبي بكر جعفر بن محمد بن الحسن بن المُسْتَفاض الفِرْيابِي:

٣٨١ - حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَيْفٍ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْكَرْمَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّ أَبَا إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ.

٣٧٤ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ الْبِدَعِ أَيُّوبَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَسْأَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ، قَالَ: فَوَلَّى أَيُّوبُ وَهُوَ يَقُولُ: «وَلَا نِصْفُ كَلِمَةٍ وَلَا نِصْفُ كَلِمَةٍ».

٣٧٣ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي أَسْمَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ: دَخَلَ رَجُلَانِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ فَقَالَا: يَا أَبَا بَكْرٍ، نُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ، قَالَ: لَا، قَالَا: فَنَقْرَأُ عَلَيْكَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ، قَالَ: لَا، لَتَقُومَانِ عَنِّي أَوْ لَأَقُومَنَّ، فَقَامَ الرَّجُلَانِ فَخَرَجَا.

٣٧٢ - حَدَّثَنَا أَبُو الْأَصْبَغِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: «إِذَا لَقِيتَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فِي طَرِيقٍ فَخُذْ فِي غَيْرِهِ».

٣٧٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْأَهْوَاءِ؛ فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَغْمِسُوكُمْ فِي ضَلَالَتِهِمْ أَوْ يَلْبِسُوا عَلَيْكُمْ بَعْضَ مَا يَعْرِفُونَ.

○ البدع والنهي عنها لأبي عبد الله محمد بن وضاح بن بزيع المرواني القرطبي:

١١١٦ - عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ: مَنْ جَالَسَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ لَمْ يَسْلَمْ مِنْ إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يَكُونَ فِتْنَةً لِغَيْرِهِ، وَإِمَّا أَنْ يَقَعَ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ فَيَزِلَّ بِهِ فَيُدْخِلَهُ اللهُ النَّارَ، وَإِمَّا أَنْ يَقُولَ: وَاللهِ مَا أُبَالِي مَا تَكَلَّمُوا، وَإِنِّي وَاثِقٌ بِنَفْسِي، فَمَنْ أَمِنَ اللهَ عَلَى دِينِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ سَلَبَهُ إِيَّاهُ.

١١٥- عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: لَا تُجَالِسْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ؛ فَإِنَّهُ يُمْرِضُ قَلْبَكَ.

○ الشريعة لأبي بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ:

٢٠٦١ - عَنْ خُوَيْلٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: تَنْهَانَا عَنْ مُجَالَسَةِ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ وَهَذَا ابْنُكَ عِنْدَهُ؛ قَالَ: فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ ابْنُهُ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ قَدْ عَرَفْتَ رَأْيِي فِي عَمْرٍو وَتَأْتِيهِ قَالَ: فَقَالَ: ذَهَبْتُ مَعَ فُلَانٍ , فَقَالَ: يَا بُنَيَّ أَنْهَاكَ عَنِ الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ، وَلَإِنْ تَلْقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِهِنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَلْقَاهُ بِرَأْيِ عَمْرٍو وَأَصْحَابِ عَمْرٍو.

کسی گمراہ اور بدعتی شخص یا جماعت کے ساتھ اس طرح تعاون کرنا اور اس کی ایسی تعظیم کرنا جس سے اس کی گمراہی کو حوصلہ اور تقویت ملے اور اس کو گمراہی کے پرچار کرنے میں سہولت ملے اس کا ناجائز اور گناہ ہونا واضح ہے، ماقبل میں مذکور حدیث اور امت کے اکابر اہلِ علم کے فرمودات سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

اس تحریر سے یہ بات بخوبی واضح ہوچکی کہ مسلمانوں کے لیے اپنے عقیدے کا تحفظ کس قدر اہمیت رکھتا ہے! اور اہلِ علم کی کس قدر ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عوام کے عقائد کا بھرپور طریقے سے تحفظ کریں!

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

03362579499